زِندگی کا کلام

حوالہ: مُکاشفہ 1 باب 10-18 آیت:

’’کہ خُداوند کے دِن رُوح میں آ گیا اور اپنے پیچھے نرسنگے کی سی یہ ایک بڑی آواز سنی کہ جو کچھ تُو دیکھتا ہے اس کو کتاب میں لکھ کر ساتوں کلیسیاؤں کے پاس بھیج دے یعنی افسس اور سمرنہ اور پرگمن اور تھواتیرہ اور سردیس اور فلدلفیہ اور لودیکیہ میں۔ مَیں نے اس آواز دینے والے کو دیکھنے کے لئے منہ پھیرا جس نے مجھ سے کہا تھا اور پھر کر سونے کے ساتھ چراغ دان دیکھے۔ اور ان چراغ دانوں کے بیچ میں آدم زاد سا ایک شخص دیکھا جو پاؤں تک کا جامہ پہنے اور سونے کا سینہ بند سینہ پر باندھے ہوئے تھا۔ اس کا سر اور بال سفید اون بلکہ برف کی مانند سفید تھے اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند تھیں اور اس کے پاؤں اس خالص پیتل کے سے تھے جو بھٹی میں تپایا گیا ہو اور اس کی آواز زور کے پانی کی سی تھی اور اس کے داہنے ہاتھ میں سات ستارے تھے اور اس کے منہ میں سے ایک دو دھاری تیز تلوار نکلتی تھی اور اس کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے تیزی کے وقت آفتاب۔ جب مَیں نے اسے دیکھا تو اس کے پاؤں میں مُردہ سا گر پڑا۔ اور اس نے یہ کہہ کر مجھ پر اپنا داہنا ہاتھ رکھا کہ خوف نہ کر۔ مَیں اوّل اور آخر اور زِندہ ہوں۔ مَیں مر گیا تھا اور دیکھ ابدُ الآباد زِندہ رہوں گا اور موت اور عالمِ ارواح کی کُنجیاں میرے پاس ہیں۔‘‘

اس متن میں پہلے الفاظ جو یوحنا رسول سے کہے گئے وہ تھے: خوف نہ کر، خوف نہ کر مَیں اوّل اور آخر ہوں، مَیں مر گیا تھا اور مَیں اب زِندہ ہوں اور موت اور زِندگی کی کُنجیاں اب میرے پاس ہیں۔ اب جس خوف کی بات خُداوند نے اس کے آنے سے پہلے کی وہ خوف خُدا کا خوف ہے کیوں کہ اس کو نہ صرف ہمارے جسم بلکہ ہماری جان کو بھی جہنم میں لے جانے کا اِختیار ہے۔ اب یہ خوف اِیمان داروں کے لئے نہیں تھا، اس شخص کے لئے بھی نہیں جو یہ اِیمان رکھتا ہے کہ خُداوند اس دُنیا میں آیا اور وہ اوّل تھا اور وہ آخر (تک) رہے گا، اور یہ کہ اس کے پاس عالمِ ارواح کی کُنجیاں ہیں۔ اب ہمیں خوف نہیں کھانا چاہیے بلکہ ہمیں ہر وقت خُدا کے نام کی عزت (احترام) کرنی چاہیے اور خُدا قادرِ مطلق کا شُکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے دُنیا کو یہ عظیم ترین نعمت عطا فرمائی ہے، وہ نعمت جس میں موت اور عالمِ ارواح پر غالب آنے کے لئے اتنی بڑی قربانی دی۔

یہ واحد ہستی ہمارا خُداوند اور نجات دہندہ ہے جس کے پاس وہ کُنجیاں ہیں اور اگر ہم اس کی تعلیم کے مطابق زِندگی بسر کرتے ہیں تو جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکا ہے کہ یہ کنجیاں دوسری کنجیوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گی۔ اس نے پہلے ہی اپنے رسولوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ ان کو آسمانی مقاموں کی بادشاہی کی کُنجیاں دے گا۔ وہ کُنجیاں موت اور عالمِ ارواح کی کنجیاں نہیں تھیں۔ ان کے پاس وہ اختیار نہیں تھا جو فقط ہمارے خُداوند کو دیا گیا ہے۔ لیکن جو کنجیاں خُداوند نے اپنے شاگردوں کو دیں وہ خُدا کے کلام کی کنجیاں تھیں، نجات کی خوش خبری کی کنجیاں، وہ کنجیاں جو ہمارے دِلوں کے تالے کھول دیتی ہیں۔ اور اس کے کلام کو اندر داخل ہونے اور ہمارے اِیمان کو بڑھانے کا موقع دیتی ہیں تاکہ ہم سمجھ لیں کہ اب جب ہماری زِندگی ختم ہو جائے گی، خواہ ہماری موت طبعی ہو یا زبردستی کی موت، ہم خوف نہیں کھاتے کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ موت مغلوب ہو چکی ہے اور ہم مر کر پھر جی اُٹھیں گے۔ موت اس جسم کا عارضی خاتمہ ہے، لیکن جب ہمارا خُداوند واپس آئے گا تو یہ جسم پھر جی اُٹھے گا۔

ہمیں عالمِ ارواح سے نہیں ڈرنا چاہیے کیوں کہ عالمِ ارواح روزِ عدل کے لئے اِنتظارگاہ ہے اور مسیحی کلیسیا میں ہماری زِندگیوں کا ہر دن ہی روزِ عدل ہے، اسی لئے ہمیں سکھایا گیا ہے کہ رسولوں کو دیے گئے احکام میں سے ایک حُکم یہ بھی ہے کہ وہ توبہ اور مغفرت کی منادی کریں۔ اب ہم خلوص دِل سے اپنے گُناہوں سے توبہ کر سکتے ہیں۔ ہم خُدا کے بدن اور خون میں شامل ہو کر اپنے گُناہوں کی معافی حاصل کر سکتے ہیں اور اس کے وسیلہ سے پھر ہمیں اس گُناہ کے لئے جواب دہ ہونا نہیں پڑے گا۔ حتیٰ کہ وہ تمام گُناہ جن کو خُدا نے رات کی خاموشی میں کئے گئے گُناہ کہا ہے یعنی وہ کام بھی جن کو کرتے وقت ہم سوچتے ہیں کہ ان کو کوئی نہیں سن (دیکھ) سکتا۔ اگر ہم ان کو گُناہ تسلیم نہیں کرتے تو جس دن خُداوند واپس آئے گا اس دِن یہ نشر ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ہم مخلص ہیں، ہم عاجز ہیں اور اطاعت شعار ہیں اور اپنے گنہگار ہونے کا اِقرار کرتے ہیں تو وہ گُناہ ہم سے لے لئے جائیں گے اس لئے پھر سزا / عدالت کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیوں کہ ہم اپنا فیصلہ خود کر چکے ہیں کہ ہم مستحق نہیں ہیں اور ہمیں خود کو مستحق بنانے کے لئے گُناہوں کی معافی یا مسیح کی راست بازی مل چکی ہے لہٰذا ہم جلالی مسیح کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہیں اور ان برکات کے لئے کوشاں ہیں جو وہ اپنی واپسی پر ہمارے لئے لائے گا۔

اب یہ سب کچھ رُوح القدس کی تعلیم کے وسیلہ ہی سے ممکن بنایا جاتا ہے کیوں کہ دُنیا میں رُوح القدس کو اس لئے بھیجا گیا کہ وہ ہماری رہنمائی کر دے اور یہ تعلیم دے اور کئی سال پہلے ہی یہ پشینگوئی کی گئی تھی کہ ایسا ہوگا اور ہم آج کے اس دَور میں مبارک ہیں کہ اس دَور کے عرصہ میں رہتے ہیں جب کہ رُوح القدس ہمیں وہ اُمید اور وہ فہم عطا کر سکتا ہے تاکہ ہم اپنی زِندگیوں میں یہ تیاری کر سکیں۔

زبور نویس نے پیش از وقت ہی اس تیاری کو مرقوم کیا ہے۔ زبور 34 باب 11 تا 22 آیت:

''اے بچو! آؤ میری سنو۔ مَیں تم کو خُدا ترسی سکھاؤں گا۔
وہ کون آدمی ہے جو زِندگی کا مشتاق ہے اور بڑی عُمر چاہتا ہے تاکہ بھلائی دیکھے؟
اپنی زبان کو بدی سے باز رکھ اور اپنے ہونٹوں کو دغا کی بات سے۔
بدی کو چھوڑ اور نیکی کر صُلح کا طالب ہو اور اُسی کی پیروی کر
خُداوند کی نِگاہ صادقوں پر ہے اور اُس کے کان اُن کی فریاد پر لگے رہتے ہیں
خُداوند کا چہرہ بدکاروں کے خلاف ہے تاکہ اُن کی یاد زمین پر سے مٹا دے۔
صادق چلاّئے اور خُداوند نے سُنا اور اُن کو اُن کے سب دُکھوں سے چھُڑایا۔
خُداوند شکستہ دِلوں کے نزدیک ہے اور خستہ جانوں کو بچاتا ہے۔
صادق کی مصیبتیں بہت ہیں لیکن خُداوند اُس کو اُن سب سے رہائی بخشتا ہے
وہ اُس کی سب ہڈیوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اُن میں سے ایک بھی توڑی نہیں جاتی۔
بدی شریر کو ہلاک کر دے گی اور صادق سے عداوت رکھنے والے مجرم ٹھہریں گے۔
خُداوند اپنے بندوں کی جان کا فدِیہ دیتا ہے اور جو اُس پر توکل کرتے ہیں اُن میں سے کوئی مجرم نہ ٹھہرے گا۔

ہم وہ عظیم وعدہ دیکھتے ہیں جس کی پشینگوئی سالوں پہلے کی گئی تھی۔ ہمیں اس کے ان الفاظ (باتوں) کو یاد رکھتے ہوئے اس کے وعدہ پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیے: ''مَیں الفا اور اومیگا، اوّل اور آخر ہوں۔''

اپاسٹل کلف فلور
نارتھ کوئینز لینڈ

Word of Life No.2 - 2018

زِندگی کا کلام

حوالہ: عبرانیوں 12باب 2 آیت:

''اور اِیمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسُوع کو تکتے رہیں جس نے اس خوشی کے لئے جو اس کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پرواہ نہ کر کے صلیب کا دُکھ سہا اور خُدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا۔''

مُکاشفہ کی کتاب کے مطابق، ہمیں یاد دِلایا گیا ہے کہ ہمارا خُداوند سب چیزوں کی اِبتدا اور اِنتہا ہے۔ الفا اور اومیگا (مُکاشفہ 13:22 آیت) ہر کتاب کا پہلا اور آخری صفحہ ہوتا ہے۔ بائبل کا بھی پہلا صفحہ اور آخری صفحہ ہے۔

جس دُنیا میں ہم رہتے ہیں اس میں دُنیاوی مصنفین کی لکھی ہوئی بے شمار کہانیاں اور ناول ہیں ۔ ایوارڈز ملتے ہیں، بے حد تعریف ہوتی ہے تاہم ایک عظیم کتاب ہے، جو بائبل کہلاتی ہے جسے ہماری زِندگیوں میں اپاسٹالک (رسولی) حیثیت سے اِستعمال کیا جاتا ہے۔ افسوس پورے استعداد سے نہیں یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے وجود میں اس کتاب کو زِندہ رکھیں۔ بائبل میں ہمیں بہت سی تعلیمات ملتی ہیں جو اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ پاک تثلیث کی طرح سے ہمارے وجود کی خالق ہے۔

احکامات خُدا نے لکھے ہیں محل کی دِیوار پر ظاہر ہونے اور لکھنے والا ہاتھ۔

مسیح کا ریت پر لکھنا

رسولوں کے لکھے ہوئے، مسیح کے مسّح کئے ہوئے خطوط اور پولوس رسول اور دیگر رسولوں کے خطوط اور دیگر بے شمار مثالوں سے ہم جاننے کا استحقاق رکھتے ہیں کہ ہمارا خُداوند ہماری زِندگیوں کا خالق ہے۔ جب ہم بپتسمہ، شراکت اور پاک مہر (Holy Sealing) میں شریک ہوتے ہیں تو ہم یہ الفاظ سنتے ہیں۔ خاص طور پر پاک مہربندی میں یہ الفاظ سنتے ہیں۔

''اَب سے تم خُداوند کے لوگ اور اُس کی بادشاہی کے شہری ہو۔ تمہارے اِیمان کے
اِس عمل سے اور یسُوع مسیح کے فضل سے تمہارا نام زِندگی کی کتاب میں لکھا جائے گا۔''

اور خاص طور پر یہ الفاظ : Esus ch........

ہمارے خُدا قادرِ مطلق نے ایک ماسٹر پلان تحریر کیا تھا کہ کوئی بھی شخص اس کا متبادل، اس کا اعادہ یا اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا۔ بے شمار لوگوں نے ان واضح ہدایات کو اور اس کام کے نتائج کو تبدیل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے (مُکاشفہ 22 باب 18-19 آیت) خُدا کا ماسٹر پلان ان لوگوں اور اپنے برگزیدوں سے معمُور دُنیا بنانا۔ خُدا کے بھیجے ہوئے نبیوں سے گلہ کی رہنمائی کرانا جو ان کو اس کی شریعت کی طرف رجوع کرنے کی اور اس کے بیٹے یسُوع کی آمد کی توقع رکھنا سکھائیں۔

خُدا کی عظیم رحمت اور محبت کے طفیل اس نے اپنا اکلوتا بیٹا ہمیں بابِ رحمت اور خُدا کی بادشاہی کے طور پر بخش دیا۔ جہاں ہم اس کی مرضی کے مطابق اس کی مقدس بادشاہی اور کہانت کے حصّہ دار ہوں گے۔

ہم صرف اس وقت اس کے آرام میں داخل ہوں گے (عبرانیوں 11:3 آیت) جب ہم ان ہدایات پر ثابت قدم رہیں گے جو لکھی گئی ہیں اور پاک تثلیث کی عطا کردہ ہیں۔ یہی ہماری رُوحانی زِندگی کا محور ہیں۔

اس عظیم منصوبہ کے مطابق مسیح کو زمین پر اِنسانوں کے بیچ رہنے کے لئے، ہماری نجات کی خاطر خُدا کے حضور عظیم ترین قربانی دینے اور ہمیشہ کے لئے سردار کاہن بننے کے لئے بھیجا گیا (عبرانیوں 6:5، عبرانیوں 12:10، عبرانیوں 3:7 آیت)۔ مصلوبیت کے اس واقعہ سے پہلے مسیح نے اپنے باپ سے جو پاک تخت پر بیٹھا تھا، قابلِ فہم الفاظ میں اس بات کی تصدیق اور اِقرار کرتے ہوئے دُعا کی کہ جس کام کے لئے اسے بھیجا گیا تھا وہ تمام ہوا۔

یوحنا 17 باب 4 آیت:

''جو کام تُو نے مجھے کرنے کو دیا تھا اس کو تمام کر کے مَیں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا۔''

ایسا اِیمان ایسی رسالت قائم کی جسے خُدا کے منصوبہ سے مٹایا نہیں جا سکتا۔

افسیوں 5:4 آیت:

''ایک ہی خُداوند ہے، ایک ہی اِیمان، ایک ہی بپتسمہ۔''

خُدا کرے آپ کی دُعائیں ہلکی اور آپ کی برکات بھاری ہوں۔

اپاسٹل ای جے اراسمس

جنوبی افریقہ

Word of Life No.3 - 2018

زِندگی کا کلام

حوالہ: اعمال 1 باب 14 آیت:

''یہ سب کے سب چند عورتوں اور یسُوع کی ماں مریم اور اس کے بھائیوں کے ساتھ
ایک دِل ہو کر دُعا میں مشغول رہے۔''

اس متن میں ہمیں جمع ہونے والی پہلی مسیحی کلیسیا کا ذکر ملتا ہے۔ اس دَور کے مشہور مسیحیوں کی تعداد تقریباً 120 تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کو یک دل ہونے اور خُدائے قادرِ مطلق کے حضور دُعاؤں اور درخواستوں میں متحد ہونے میں کوئی رُکاوٹ نہیں تھی۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس وقت رُوح القدس کی قدرت (طاقت) ابھی نازل نہیں ہوئی تھی کیوں کہ ابھی پینتیکوست کا دِن نہیں آیا تھا۔ اس رہنما رُوح القدس کے بغیر بھی وہ دُعا میں یک دل ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ کل (تمام تر) خُدا ترس لوگوں پر خُدا کی برکات کے نزول کی یہی کنجی ہے۔

کتنے دُکھ کی بات ہے کہ کتنے ہی معاملات میں یہ سبق زمانوں سے گم ہو کر رہ گیا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ نسلِ اِنسانی (تقریباً) دو ہزار سال پہلے کی کلیسیا کی نسبت اپنے طرزِ رہائش میں ہونے والی ترقی پر بہت نازاں ہے۔ اگر ہم آج کے دَور میں تمام تر مسیحیوں کو یک دل ہو کر دُعاؤں اور درخواستوں میں لانے میں کامیاب ہو جائیں تو ہم ایک بہت بڑی قدرت (طاقت) کو دیکھیں گے جس کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں تو 120 اِفراد کی اُس کلیسیا کے ساتھ بھی اس کا حصول تقریباً ناممکن ہی لگتا ہے۔

اس کی ایک بڑی اعلیٰ مثال کاشت کاری میں ملتی ہے۔ کچھ کسان عام بارش کی دُعا کرتے ہیں جب کہ دوسرے کسان ابھی ایسا نہیں چاہتے کیوں کہ کھیت کاشت کے لئے تیار نہیں۔ کچھ لوگ فصل کاٹ رہے ہیں اور اس وقت بارش کے ہونے کو نامناسب سمجھتے ہیں۔ دیگر کسانوں کو آب پاشی کے ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں اور یہ بھی کہ اگر بارش ہو جاتی ہے تو اس سے فراہمی بڑھ جائے گی اور قیمتیں گر جائیں گی۔ ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ یقیناً ان دُعاؤں میں یک دلی نہیں پائی جاتی۔ اگر یگانگت نہیں تو یسعیاہ 24:65 آیت میں خُداوند کے وعدہ کی تکمیل نظر آنا بہت مشکل ہے:

یسعیاہ 65 باب 24 آیت:

> اور یوں ہوگا کہ مَیں ان کے پکارنے سے پہلے جواب دُوں گا اور وہ ہنوز کہہ نہ چُکیں گے کہ مَیں سن لوں گا۔''

بائبل ان باتوں کی سچائی کی گواہوں سے بھری ہوئی ہے اور یہ یک دِلی سے مانگی ہوئی دُعاؤں اور درخواستوں کے طفیل ہوا ہے۔ ہم پڑھ سکتے ہیں کہ کس طرح بنی اِسرائیل کے پاس پینے کا پانی نہیں تھا، فقط آلودہ پانی کی ایک ندی تھی لیکن خُدا نے متفق ہو کر مانگی ہوئی دُعا کا جواب دیا اور موسیٰ کو ایک درخت دِکھایا۔ جب موسیٰ نے اس کی شاخ کو پانی میں ڈالا تو وہ پانی میٹھا ہو گیا۔ حزقی ایل اور اس کے لوگوں نے متحد ہو کر دُعا مانگی تو اس دُعا کے وسیلہ سے رہائی ملی۔ بیشتر اوقات جب اِبتدائی کلیسیا پر ظلم ہوتا تھا تو جیسا کہ اعمال 4 باب 31 آیت میں لکھا ہے اسے بہت تقویت ملتی تھی۔

اعمال 4 باب 31 آیت:

> ''اور جب وہ دُعا کر چکے تو جس مکان میں جمع تھے وہ ہِل گیا اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے اور خُدا کا کلام دلیری سے سناتے رہے۔''

بلاشبہ زمانوں سے ایسے تجربات ہوتے رہے ہیں لیکن تسلسل قائم نہیں رہا۔ اسی وجہ سے ہم ماضی میں تو دیکھتے ہیں لیکن موجودہ دَور میں ایسا کچھ بھی ہوتا نظر نہیں آتا۔ (یوں لگتا ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا)۔ ایک حالیہ مثال پر ہم سب کو غور کرنا اور اس کا حوالہ دینا چاہیے (دینے کے لئے تیار رہنا چاہیے)۔ وہ ہے آسٹریلیا کے جنگلات میں بھڑک اُٹھنے والی

آگ۔ ہم سب نے اس خوف ناک تباہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور یہ بھی کہ آسٹریلیا کی تمام تر (ملک گیر) سہولیات کے باوجود آگ پر قابُو پایا جا سکا تھا (آگ قابو سے باہر ہو رہی تھی)۔

ہم جانتے ہیں ہمارے لیڈر نے ہفتہ کے دِن ایک عام اپیل کی کہ اِتوار کو تمام مسیحی یک دِل ہو کر دُعا اور درخواستوں کے لئے اِکٹھے ہوں اور خُداوند سے مدد کی فریاد کریں۔ چونکہ یہ بات سب دِلوں میں اُتر گئی تھی، ملکی سطح پر کامیاب رہی، اور اگرچہ موسم کی پشینگوئی کے مطابق سرِدست بارش کا کوئی امکان نہیں تھا۔ اِتوار کی شام کو بارش ہوگئی اور خطرہ ٹل گیا۔

ہماری مختلف کلیسیاؤں میں متحدہ دُعا کے جواب میں نئے دَور کا یہ معجزہ ہم سب کے لئے ایک مثال ہونا چاہیے۔ ہمارے متن میں جو مذکور ہے ایسی جاں فشانی کے لئے جو اِبتدائی رسولی کلیسیا کیا کرتی تھی۔

’’یک دِل ہو کر دُعا میں مشغول رہیں۔‘‘

اپاسٹل کلف فلور

نارتھ کوئینز لینڈ

Word of Life No.4 - 2018

زِندگی کا کلام

حوالہ: متی 25 باب 5 تا 6 آیت:

’’جب دُلہا نے دیر لگائی تو سب اُونگھنے لگیں اور سو گئیں۔ آدھی رات کو دُھوم مچی کہ دیکھو دُلہا آ گیا اس کے اِستقبال کو نکلو۔‘‘

ہمارے دَور میں اس بات کا خطرہ ہے کہ ہم خُداوند یسُوع کے اِنتظار میں تھک کر سو سکتے ہیں۔ دس کنواریوں کی کہانی سے اس کا اِظہار ہوتا ہے۔ دُلہا کا اِنتظار بہت طویل تھا اور وہ سو گئیں۔

جب لوگ بہت زیادہ تھکے ہوئے ہوتے ہیں اور آخرکار سو جاتے ہیں تو وہ کیسے ظاہر کرتے ہیں۔ وہ کوئی بات نہیں کرتے اور مشکل سے ہلتے جلتے ہیں۔ جب خُدا کے فرزند تھک جاتے ہیں تو رُوحانی طور پر ان کی حالت ایسی ہی ہوتی ہے۔ ہمارے اِیمان سے متعلق اور ہمارے ہدف (مقصد) سے متعلق ان کی بات چیت کم و بیش بند ہو جاتی ہے۔ وہ دوسروں کو اب دعوت نہیں دیتے۔ نہ ہی خُدا کے ان فرزندوں کی مدد کرتے ہیں جو خُدا کے گھر میں واپس آنے کا راستہ

ڈھونڈتے ہوئے دُور نکل جاتے ہیں۔ خُدا کے کلام کو ذہن نشین کرنے میں ان کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ وہ کبھی کبھار دُعا کرتے ہیں یا صرف اپنے طور پر سطحی انداز میں دُعا کرتے ہیں۔ ان کو معاف کرنا اور مفاہمت کرنا بہت مشکل لگتا ہے۔ ان کے لئے قربانی دینا اور پیش کش کرنا آسان نہیں ہوتا بلکہ انہیں ایسا کرنے میں کوئی منطق نظر نہیں آتی۔

مکاشفہ میں خُدا کا بیٹا بھی کلیسیائی جماعت میں رُوحانی تھکاوٹ کا ہلکا سا اِظہار کرتا ہے۔ یسُوع افسوس کرتا ہے کہ لودیکیہ کی کلیسیا نہ گرم ہے نہ سرد بلکہ نیم گرم ہے۔ وہ ان کا، اِیمان میں پس و پیش کرنے کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ان کے اختلافات پر اعتراض کرتا ہے اور ان کی خود فریبی کے لئے ان کو سرزنش کرتا ہے۔

مکاشفہ 3 باب 15-17 آیت میں ہمیں تھکاوٹ پر غالب آنے بلکہ اس سے محفوظ رہنے کے لئے کیا کرنا چاہیے۔ اس کو لفظی معنوں میں اور زبور 103، 1-5 آیت میں متوقع معنوں میں دونوں کو اِس لحاظ سے لیا جا سکتا ہے۔ اس رُوحانی بلاہٹ کو سنجیدگی سے لیں کہ دُلہا آ رہا ہے، پر جوش ہو جاؤ اور توبہ کرو (مکاشفہ 19:3 آیت)۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم شعوری طور پر یسُوع سے مربوط رہتے ہیں۔''اپنی عقل کی رُوحانی حالت میں نئے بنتے جاؤ۔'' افسیوں 4 باب 23-24 آیت۔

حتیٰ کہ فطرت کے مدار میں باقاعدہ تجدیدی عمل ہوتا ہے۔ ہمارے طبعی جسم کے اندر اور اوپر ہزارہا عجائبات ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ پرانے خلیے مر جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے خلیے لے لیتے ہیں۔ ہمارے باطن، ہماری جان کی زِندگی اور رُوح کو مسلسل نیا ہوتے رہنا چاہیے۔ یہاں ہمیں مسیح کے اِلفاظ یاد آتے ہیں جو مستقبل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مکاشفہ 21 باب 5 آیت: ''دیکھ مَیں سب چیزوں کو نیا بنا دیتا ہوں۔''

رُوحانی تجدید کیسے ہوتی ہے؟ خُدا کے کلام کی تاثیر کے ذریعہ جو رُوح القدس کے ذریعہ پہنچتی ہے، جس سے اِیمان پیدا ہوتا ہے اور یسُوع کی قربانی سے حیرت انگیز فضل جنم لیتا ہے۔

اپنے اعتقاد کو نیا بنانے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

پاک شراکت میں شامل ہونے سے یسُوع مسیح کی قوت، فطرت اور زِندگی حاصل ہوتی ہے۔

یسُوع کے بدن اور خون میں شراکت، ہمارے نجات دہندہ اور فدیہ دینے والے کے ساتھ زندگی کی قریب ترین رفاقت قائم کرتی ہے۔ ہمارے لئے یہ کہنا ممکن ہونا چاہیے: ''ہم میں مسیح کی عقل ہے۔'' (1- کرنتھیوں 16:2 آیت)۔

ہم اس بات سے باخبر رہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے باطن کی باقاعدہ تجدید ہمارے راست باز بننے کے لئے زندگی کی محنت (کام) ہے اور ہماری رُوحانی زندگی کا پھل ہے۔ صرف اسی صورت سے نئی مخلوق مسیح میں پختہ ہو گی (2- کرنتھیوں 5 باب 17 آیت) اور مسیح ہمیں پہچان سکے گا، تبدیل کر سکے گا (ہماری صورت بدل سکے گا) اور اپنی آمد کے دِن ہمیں اپنے

لوگوں کے طور پر تھام لے گا۔ کیا ہم بھی اپنی روشنی کو چمکائیں گے (متی 5 باب 16 آیت) کیا ہم ابھی تک متلاشی رُوحوں کو راستہ دِکھانے کے قابل ہیں۔

بشپ ونود بیدیاوالا

بھارت (انڈیا)

Word of Life No.5 - 2018

زِندگی کا کلام

حوالہ: ایوب 33 باب 4 آیت

''خُدا کی رُوح نے مجھے بنایا ہے اور قادرِمطلق کا دَم مجھے زِندگی بخشتا ہے۔''

ہمیں زِندگی کو اِنسان کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے (پیدائش سے موت تک) بلکہ جیسے خُدا دیکھتا ہے (پیٹ میں پڑنے سے لے کر ابدیت تک)

یسُوع کے زمین پر آ کر ایک نئے طرز کا آغاز کرنے سے پہلے آدمی کے زوال کی وجہ سے اِنسان کا مستقبل تاریک (مایوس کن) تھا پھر موت واقع ہوئی اور اِنسان کی جان کو عالمِ ارواح میں جانا پڑا جو یومِ آخر کو اِنصاف کے لئے اِنتظار کرنے کی جگہ ہے۔ یہ عدالت اس جان کے لئے ابدیت کا تعین کرے گی۔ اِنسان قیدی تھا لیکن مسیح کی قربانی اور فتح کے وسیلہ سے اُمید پیدا ہوئی۔

پشینگوئی زبور 68 باب 18-19 آیت:

''تُو نے عالمِ بالا کو صعود فرمایا۔ تُو قیدیوں کو ساتھ لے گیا۔ تجھے لوگوں سے بلکہ سرکشوں سے بھی ہدیئے ملے
تا کہ خُداوند خُدا اُن کے ساتھ رہے۔ خُداوند مبارک ہو جو ہر روز ہمارا بوجھ اُٹھاتا ہے۔
وہی ہمارا نجات دینے والا خُدا ہے۔

تصدیق شدہ افسیوں 4 باب 8-19 آیت کے مطابق اب عالمِ ارواح عدالت اور آخرکار موت مسیح کے اسیر تھے اور خُدا کی نظر میں مسیحی اِیمان داروں کے لئے زِندگی کا ایک نیا سلسلہ وجود میں آیا۔ جو اس زمین پر زِندگی، جسم کی موت، جان کا فردوس میں جانا مسیح کے ساتھ واپس آنا اور قبر میں سے جی اُٹھنا، نئی پیدائش، خُدا کی بادشاہی اور ابدیت ہے۔

فردوس میں دوبارہ داخل ہونا، خُدا کا کلام واضح طور پر بتاتا ہے کہ ہمیں اس سفر کے لئے پاسپورٹ کیسے ملا۔

لوقا 39:23-43 آیت میں واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ کیا کرنا چاہیے۔

1- اس نے اپنے گُناہوں کا اقرار کیا 41 آیت

2- اس نے یسُوع کو خُداوند تسلیم کیا (مسیح) 42 آیت

3- اس نے یاد رکھنے کے لئے (کوئی مطالبہ نہیں) رحم اور فضل

4- اس نے اعتراف کیا کہ وہ مسیح کے واپس آ کر اپنی بادشاہی قائم کرنے پر یقین رکھتا ہے۔

پھر ہمارے خُداوند نے ایک نئی اِنتظار گاہ متعارف کرائی (جہنم کو قید کر لیا گیا)۔

آیت 43...... فردوس کے متعلق اس نے آگے چل کر مکاشفہ 7:2 میں بتایا کہ ہمارا وہاں جانا کب اور کیوں ضروری ہے۔ شجرِ حیات کو نوش کرنا، جو اصل میں تخلیق کے وقت باغ میں رکھا (لگایا) گیا تھا۔

یوحنا 34:19 آیت میں درج ہے مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔ چونکہ سچ کا اِقرار کرنے والا ڈاکُو ابھی تک زندہ تھا۔ جب مسیح کو بھالا مارا گیا تو مسیح کے بدن سے اس کو گُناہ کی بخشش کے لئے براہِ راست دُہرا علاج میسر آیا جو کہ سب اِیمان داروں کو دیا جانے والا تھا۔

پانی

آدم کے موروثی گُناہ کی معافی کے لئے بپتسمہ۔

خون

اس زِندگی میں ہماری توبہ اور گُناہوں سے مخلصی کے لئے پاک عشا میں شمولیت

چنانچہ اس سے ہمارا راستہ متعین ہوتا ہے لیکن رُوح القدس اس سارے لائحہ عمل کا احاطہ افسیوں کے نام پولوس کے خط کے ذریعہ سے کرتا ہے۔

افسیوں 2 باب 4-9 آیت:

> ''مگر خُدا نے اپنے رحم کی دولت سے اس بڑی محبت کے سبب سے جو اس نے ہم سے کی۔ جب قصوروں کے سبب سے مُردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زِندہ کیا (تم کو فضل ہی سے نجات ملی ہے) اور مسیح یسُوع میں شامل کر کے اس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر اس کے ساتھ بٹھایا۔ تا کہ وہ اپنی اس مہربانی سے جو مسیح یسُوع میں ہم پر ہے آنے والے زمانوں میں اپنے فضل کی بے نہایت دولت دِکھائے۔ کیوں کہ تم کو اِیمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خُدا کی بخشش ہے اور نہ اعمال کے سبب سے ہے تا کہ کوئی فخر نہ کرے۔''

ہمارے خُداوند نے اس کا خلاصہ یوں کیا۔

متی 24 باب 35 آیت:

''آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔''

اسی لئے ہم موت سے نہیں ڈرتے بلکہ خُدا کے فضل سے ہر وقت ہم آگے کی طرف دیکھ سکتے ہیں۔

متی 6 باب 33 آیت:

''بلکہ پہلے تم اس کی بادشاہی اور اس کی راست بازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تم کو مل جائیں گی۔''

اپاسٹل کلف فلور

نارتھ کیوئینز لینڈ

Word of Life No.6 - 2018

زِندگی کا کلام

حوالہ: پیدائش 11:1 آیت

''اور خُدا نے کہا کہ زمین، گھاس اور بیج اور بوٹیوں کو اور پھلدار درختوں کو جو اپنی اپنی جنس کے موافق پھلیں اور جو زمین پر اپنے آپ ہی میں بیج رکھیں اگائے اور ایسا ہی ہوا۔''

''سوچنا'' اور ''شکر کرنا'' ان اِلفاظ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب ہم خُدا کی سخاوت (فراخ دِلی) کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہم شکر گزار ہوتے ہیں اور جیسے ہی فصل کی کٹائی کا وقت قریب آتا ہے تو ہمارا خیال اور زیادہ اس طرف چلا جاتا ہے۔ اگرچہ زمین میں ہماری زِندگی کی ضروریات کے تمام تر لوازمات موجود ہیں تاہم زمین کو ہم کھا نہیں سکتے۔ ان لوازمات کو ہمارے جسم کی نشوونما کے لئے مناسب شکل اِختیار کرنے سے پہلے بے شمار مراحل اور تبدیلیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ''زمین کو معمور کرو۔'' ہم اس سے اس درجہ مانوس ہو چکے ہیں کہ ہم سوچتے ہی نہیں کہ خُدا کی یہ زمین کتنی شان دار دِکھائی دیتی ہے۔ لیکن ہمیں اس کے بارے میں سوچنا اور شکر گزار ہونا چاہیے۔ زمین ہمیں خوراک دیتی ہے، خام مال دیتی ہے، بجلی اور بہت سی چیزیں دیتی ہے۔ یہ تصویر اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک ہم اس میں اجرامِ فلکی کو شامل نہیں

کرتے جس کا ہماری زمین ایک حصّہ ہے۔ مثال کے طور پر ہماری زمین اور سورج کا باہمی تعلق جس کے بغیر ہماری زمین ناقابلِ رہائش ہوتی۔ ان سب چیزوں کو سنبھالنے والا اس کا خالق ہے۔ چنانچہ زمین جو کچھ پیدا کرتی ہے اور اُگاتی ہے اس کا قابل استعمال ہونا یا کھانے کے قابل ہونا دُور کی بات ہے۔ اس کے لئے ''خام مال'' مناسب لفظ ہے۔ ہمیں اپنے حصّہ کے کام کو متواتر کرنا چاہیے۔ خُدا کی کل مخلُوقات اس کی فطرت کا اِظہار ہے۔ خُدا کی تخلیق میں ہر چیز انجام کار ایک دوسرے پر انحصار کرتی ہے۔ آدمی اس سے مستثنٰی نہیں؛ اس لئے وہ ان سے ایک ہو کر فقط فوائد ہی سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ ہمیں ایک دوسرے کو لازماً سراہنا چاہیے۔ ایک نیکی دوسرے کا اِستحقاق ہے۔ فصل کٹائی، کان کنی، صنعت کاری اور پیداوار، پیکنگ، تھوک اور پرچون کا کاروبار ان سب کے لئے اِفرادی قوت، اِنسانی ذہانت اور صنعتی شعور کا ہونا لازمی ہے۔ اس سے پہلے کتنے کنٹینر کتنے اوزار اس لائحہ عمل کے دوران درکار ہوں گے یہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ پھر کہیں جا کر ہم سپر مارکیٹ میں اپنا سامان خرید پاتے ہیں۔ پھر کھانے سے پہلے کھانا پکانا ضروری ہوتا ہے۔ کھانا کھانا شروع کرنا ایک اور نیا لائحہ عمل ہوتا ہے، اور ہاضمہ اس کھانے کو توانائی میں بدل دیتا ہے۔

ایک اور مثال:

دیوار پر لگے ساکٹ میں دو تاریں فیوز بکس تک جاتی ہیں اور پھر یہ سلسلہ سب سٹیشن، ٹرانسفارمر، ہائی وولٹیج ٹرانسمشن لائنز، جنریٹر، ٹربائن، ڈیم اور انجام کار جھیل تک جاتا ہے۔ یہ مثالیں ہمیں سوچنے کے لئے مواد فراہم کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ کس طرح روزمرہ اِستعمال کی معمولی سے معمولی چیز بھی کتنے ذرائع سے اور تبدیلیوں سے گزر کر ہم تک پہنچتی ہے۔ یہ سب تخلیقی کام کا طریقِ کار ہوتا ہے۔

''شاخ پیدا ہوگی۔''

یہ الفاظ اس رُوحانی تخلیق کی طرف اِشارہ کرتے ہیں جس کی اِبتدا ابنِ خُدا سے ہوئی جو جان اور رُوح کی ضروریات فراہم کرتا ہے۔ جان اور رُوح خُدا سے ملتی ہے اور اِسی سے زِندگی نشوونما پاتی ہے۔ جب کہ جسم زمین سے خوراک حاصل کرتا ہے جس میں سے ہو آیا ہے۔ (جسم مٹّی سے بنا ہے اور مٹّی ہی سے خوراک حاصل کرتا ہے۔)

ہم یہ رُوحانی نعمتیں کیسے حاصل کرسکتے ہیں؟ مندرجہ بالا عبارت پڑھ لینے کے بعد اس کا جواب آسان ہوگا۔ آسمانی نعمتیں صرف مسیح سے حاصل ہوتی ہیں جو بخشن ہار ہے۔ یسُوع نے کہا:

یوحنا 6:14 آیت

''راہ اور حق اور زِندگی مَیں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔''

پہلے پینتیکوست ہی سے رُوح القدس کی صورت میں ہمارے ساتھ ہے۔ رُوح کے طور پر اسے اوزار اور برتن درکار ہیں۔

2- کرنتھیوں 4:7 آیت:

''یہ اس کے رسول اور خادم ہیں جن کا کام ہے مقدسین کامل بنیں۔''

افسیوں 4:11-16 آیت:

''خُداوند نے خود اپنے رسولوں سے کہا جو تمہاری سُنتا ہے وہ میری سُنتا ہے۔''

اور''جوتم کو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے۔''

متی 10:40، رومیوں 12:10-17، 1- کرنتھیوں 4:1، 2- کرنتھیوں 3:6، 8:4، 7:6۔

مسیح کا رُوح آسمان سے اس کے اپاسٹلز کے وسیلہ سے زمین پر اُترتا ہے، جن میں خُدا نے زِندگی کا دَم پھونکا ہے۔ رُوح القدس ہمیں شکر گزار بناتا ہے۔ اگر ہم شکر گزار ہیں تو اس کا اِظہار ہمارے کاموں سے ہوتا ہے۔

آیئے یاد کرتے ہیں کہ ہماری اِیمان کی کتاب میں پاک ساکرامنٹ کے حوالہ سے کیا لکھا ہے۔

''پاک ساکرامنٹ فضل کا باعث ہیں اور جان و رُوح کی نجات کے لئے ضروری ہیں۔ ان کو خُدا کے چُنے ہوئے (برگزیدہ) لوگ ادا کرتے ہیں۔ یہ نظر آنے والی رسومات ہیں جن کے وسیلہ سے نظر نہ آنے والی (اَن دیکھی) الٰہی نجات حاصل ہوتی ہے۔

اپاسٹل اروِن کنڈلر (مرحوم

سویٹزرلینڈ

Word of Life No.7 - 2018

زِندگی کا کلام

حوالہ: اِفسیوں 5 باب 15-21 آیت:

''نادانوں کی طرح نہیں بلکہ داناؤں کی مانند چلو۔ اور وقت کو غنیمت جانو کیوں کہ دِن بُرے ہیں۔ اس سبب سے نادان نہ بنو بلکہ خُداوند کی مرضی کو سمجھو کہ کیا ہے؟ اور شراب میں متوالے نہ بنو کیوں کہ اس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے بلکہ رُوح سے معمُور ہوتے جاؤ۔ اور آپس میں مزامیر اور رُوحانی غزلیں گایا کرو اور دِل سے خُداوند کے لئے گاتے بجاتے رہا کرو۔ اور سب باتوں میں ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کے نام سے ہمیشہ خُدا باپ کا شکر کرتے رہو اور مسیح کے خوف سے ایک دوسرے کے تابع رہو۔''

ہمیں یہاں ایک بڑا مفید مشورہ (نصیحت) ملتا ہے کہ ہمیں زِندگی بھر کیسے چلنا ہے۔ اس نصیحت کا پرچار زمانوں سے کیا جا رہا ہے۔ اس زمانہ میں اپاسٹلز کو معلوم ہو گیا تھا کہ پھر سے رُوحانی خدمت انجام نہیں پا رہی لہٰذا انہوں نے کلیسیاؤں کو پیغامات ارسال کیئے۔

انہوں نے زِندگی گزارنے کے اس انداز کو بہت سی دکانوں کے پاس سے گزرنے کے مانند قرار دیا تھا جو بازار میں لگائی جاتی ہیں اور ہم وہاں جا کر چیزیں خریدتے ہیں۔ یہ چیزیں وہاں لگا دی جاتی ہیں اور ہم بڑی سُست روی سے ان کے گرد چلتے رہتے ہیں۔ اور ہم ہزاروں چیزوں کو دیکھتے ہیں اور جب ہم ان پر غور کرتے ہیں تو ان کی واقعی کوئی اہمیت نہیں ہوتی لیکن پھر بھی ہم ان کو دیکھتے ہیں، اُٹھاتے ہیں، واپس رکھتے ہیں اور آگے چل دیتے ہیں۔ بعض اوقات ہم ان کو خرید لیتے ہیں اور گھر لے آتے ہیں، اور آخر ان کو باہر پھینک دیا جاتا ہے۔

بازار ایسی چیزوں سے بھرے ہوئے ہیں جن کی طرف اِنسان کی نظر خودبخود اُٹھ جاتی ہے۔ زِندگی بھی ایسی ہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جو دانا زِندگی بسر کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور ان سب چیزوں میں چھپی ہوئی سب سے بیش بہا چیزیں چُن لیتے ہیں۔ وہ ان کو دیکھتے ہیں اور پھر ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیوں کہ یہ سدا قائم رہنے والی یعنی پائیدار ہوتی ہیں۔

یقیناً ہمارا اِشارہ رُوحانی برکات کی طرف ہے جو ہم میں سے ہر ایک فرد کے لئے زِندگی ہی میں دستیاب ہیں۔ ہمیں ان کو تلاش کرنا پڑتا ہے اور جب ہمیں یہ مل جاتی ہیں تو پھر بازار میں موجود سارا سامان ہماری نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ ہم ان کو اپنے دِل، اپنی جان میں رکھ سکتے ہیں۔ ان برکات کو حاصل ہونے پر شکر ادا کر سکتے ہیں۔

پولوس رسول کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہمیں دُنیا کے ساتھ اِن بہت سے کاموں میں شامل نہیں ہونا چاہیے جو کہ ہو رہے ہیں۔ یہ بالکل واضح ہے، کیوں کہ ان کے سبب سے ملنے والی سزا اور پریشانیاں ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔

یہاں اس نے ایک اور مشورہ دیا ہے جو قدرے عجیب ہے۔ آیئے ایک بار پھر اس کے کہے ہوئے الفاظ کو سُنیں:

> ''آپس میں مزامیر اور گیت اور رُوحانی غزلیں گایا کرو اور دِل سے خُداوند کے لئے
> گاتے بجاتے رہا کرو۔''

وہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب ہم زِندگی گزار رہے ہوتے ہیں تو ہمیں دِل سے خُداوند کے لئے گاتے اور اس کے کلام پر پورے طور سے عمل کرنا چاہیے۔ آپس میں گیت گاتے رہیں تا کہ وہ ہمارے دِلوں میں اُتر جائیں۔ ہم خود سے یہ بھی کہہ سکتے ہیں: اِس کا کیا فائدہ؟ اس کا ہمیں کیا فائدہ؟ اس کا ہمارے آس پاس کے لوگوں کو کیا فائدہ؟ اگر ہم دُنیا کے بیشتر ممالک میں جاتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح سے لوگ آپس میں رفاقت، یگانگت اور کام کرنے کے لئے گیتوں کا

اِستعمال کرتے ہیں۔ گیت گانے سے ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ جب ہم بھارت میں تھے تو ہم نے عورتوں کو فصلوں کی آبیاری کرتے (پانی دیتے ہوئے) دیکھا۔ کچھ عورتیں کنویں میں سے پانی نکال کر نالے میں انڈیل رہی تھیں۔ اس نالے کے ساتھ ساتھ تقریباً دو سو خواتین اپنے سلور کے برتن اُٹھائے قطار میں لگی تھیں۔ یقیناً پانی نالے میں آہستہ آہستہ بہتا جاتا تھا۔ پہلی عورت نے گانا شروع کیا اور اپنا برتن اُٹھایا، پھر دوسری نے ایسا ہی کیا، پھر تیسری نے۔ جیسے ہی ہر عورت اپنا پانی کا برتن اُٹھاتی سب مل کر گانے کا یہ سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھیں۔ یہ گانا ان میں یک جہتی اور یگانگت کا سبب تھا۔

ہماری سمجھ میں آنے لگا تھا کہ گانا کارآمد ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ گانا ہم سُن سکتے ہیں لیکن دِل سے گانے کے متعلق کیا خیال ہے۔ حال ہی میں کام پر لگائے گئے جنگی قیدیوں سے متعلق ایک کتاب پڑھتے ہوئے وہ بھی آپس میں یگانگت پیدا کرنے اور تازہ دَم رہنے کے لئے گایا کرتے تھے۔ ان کے نگران انہیں گانا بند کرنے پر مجبور کیا کرتے تھے کیوں کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ وہ فرار ہونے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ افسران نے ان آدمیوں سے کہا: اپنے دِلوں میں گاؤ، اور انہوں نے ایسا ہی کی۔ وہ سب لوگ جو اس میں شامل تھے ان کو محسوس ہوتا تھا کہ اس جذبہ کے وسیلہ سے جو ایک قیدی تک پہنچ رہا تھا وہ ابھی تک یگانگت کی رُوح میں قائم تھے اور اس رُوح کو اپنے اندر متحرک محسوس کر رہے تھے۔

اس لئے پولوس رسول کہتا ہے کہ ہمیں اپنی زِندگیوں میں ایسا کرنا چاہیے کیوں کہ دِل کی معمُوری سے بات منہ تک آتی ہے۔ جب ہم خُدا کے حضور یہ حمد و ثنا کرتے ہیں۔ جب کرنے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تو یقیناً ہمارے خیالات کسی اور طرف مبذول نہیں ہوتے تو پھر یہ جاری ہو جائے گا اور رُوح القدس اسے دوسروں تک پہنچائے گا۔ لیکن بڑی برکت یہ ملے گی کہ ہم مسئلہ کا مقابلہ کرنے، تنقید کرنے، کوئی مشکل پیدا کرنے کی بجائے ہمارے دِل کی معموری سے زبان بول اُٹھے گی اور ہم جان جائیں گے کہ ہم اس محبت کی بات کریں گے جو ہمارے اندر ہے اور کوئی مسئلہ کھڑا نہیں کریں گے۔

آیئے ہم ہمیشہ راست بازی میں زندگی گزاریں اور خُدا نے جو وقت ہمیں عطا کیا ہے اسے صحیح طور پر اِستعمال کریں۔

اپاسٹل کلف بلور

نارتھ کیوئینز لینڈ

زِندگی کا کلام

حوالہ: کلسیوں 2 باب 2-3 آیت:

''تاکہ ان کے دِلوں کوتسلّی ہو اور وہ محبت سے آپس میں گٹھے رہیں۔ اور پوری سمجھ کی تمام دولت کو حاصل کریں اور خُدا کے بھید یعنی مسیح کو پہچانیں جس میں حِکمت اور معرفت کے سب خزانے پوشیدہ ہیں۔''

جب ہم بائبل کو کھولتے ہیں تو ہم جان لیتے ہیں کہ اس میں حِکمت اور معرفت سے متعلق بہت زیادہ لکھا ہوا ہے۔ اگر اس کو پوری توجہ سے پڑھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ بائبل کے مطابق ''دُنیاوی'' اور ''الٰہی'' حکمت میں فرق پایا جاتا ہے۔

اس دُنیا میں بہت سے ''دانش مند'' موجود ہیں جو کسی خاص مضمون کے علم میں مفصل طور پر مہارت رکھتے ہیں۔ جو لوگ یونیورسٹی اور ہائی سکول سے فارغ التحصیل ہیں وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ ان کا علم کسی ایک شعبہ سے وابستہ ہوتا ہے۔ کوئی شخص وسیع معلومات عامہ کا حامل ہوسکتا ہے لیکن پھر بھی (اس کے باوجود) ایک یا چند مطالعاتی مضامین میں خصوصی مہارت رکھتا ہے۔ اس کی کمی نہیں ہے، کچھ لوگ اپنے علم میں اتنے متکبر ہوتے ہیں کہ دوسروں کو اِس قابل نہیں سمجھتے کہ اُن کو معلومات فراہم کریں۔ خاص طور پر ان کو جو کم تعلیم یافتہ ہیں۔ ان کی تنگ نظری کی وجہ سے ان کی حِکمت (دانش مندی) ان کے رُتبہ کی علامت بن جاتی ہے جب کہ یہ غیر مستقل ہوتا ہے۔

کتاب ''ہم کس پر اِیمان رکھتے ہیں'' (What We Believe) کے ایک باب میں بھی حکمت کا ذِکر آیا ہے۔ جس میں نعمتوں اور رُوح القدس کی قدرت کی بات کی گئی ہے۔ جب کسی کو حقیقی حِکمت حاصل ہو جاتی ہے تو وہاں اِیمان (یقین) کا ہونا ضروری ہے۔ یقیناً ایسا اِیمان (یقین) جس کا انحصار اِنسانی حکمت پر نہیں بلکہ بلاشبہ خُدا کی قدرت ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس سال کے لئے ایک اشارہ ملتا ہے جو خُدا کا دِیا ہوا ہے اور بظاہر بالکل واضح ہے۔

حکمت اور علم یسُوع مسیح میں پوشیدہ ہیں۔ ہمیں اِیمان کے بل پر اس کی تلاش کرنی چاہیے۔

اس تلاش کو لامحدود ہونا چاہیے۔ کیوں کہ خُدا نے پہلے ہی سے یرمیاہ 13:29 آیت کی معرفت وعدہ کیا تھا:

یرمیاہ 13:29 آیت:

''اورتم مجھے ڈھونڈو گے اور پاؤ گے، جب پورے دِل سے میرے طالب ہوگے۔''

1- کرنتھیوں 18:1 آیت میں پولوس رسول اپنے پہلے خط میں بھائیوں اور بہنوں کو لکھتا ہے:

''کیوں کہ صلیب کا پیغام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک تو بے وقوفی مگر ہم نجات پانے والوں کے نزدیک خُدا کی قدرت ہے۔''

کیونکہ یسعیاہ 14:29 آیت میں لکھا ہے:

''ان کے عاقلوں کی عقل زائل ہو جائے گی اور ان کے داناؤں کی دانائی جاتی رہے گی۔''

کہاں ہیں عاقل؟ کہاں ہیں دانا؟ کہاں ہے اس دُنیا کا فسادی؟ کیا خُدا نے دُنیا کی حکمت کو بے وقوفی نہیں بنا دیا؟ کیوں کہ اس کے بعد خُدا کی حکمت میں دُنیا خُدا کو عقل سے نہیں پہچانتی۔ اِیمان داروں کو نجات دینے (بچانے) کے لئے منادی میں خُدا کی خوشنودی ہے۔تعلیم دینے سے متعلق پولوس کہتا ہے۔

1- کرنتھیوں 6:2 آیت:

''پھر بھی کاملوں میں ہم حکمت کی باتیں کہتے ہیں لیکن اس جہان کی اور اس جہان کے نیست ہونے والے سرداروں کی حکمت نہیں۔ بلکہ ہم خُدا کی وہ پوشیدہ حِکمت بھید کے طور پر بیان کرتے ہیں جو خُدا نے جہان کے شروع سے پیشتر ہمارے جلال کے واسطے مقرر کی تھی۔''

اس تعلیم کے بارے میں ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے؟

ہم متی 7:24-29 آیت میں پڑھتے ہیں کہ مسیح اپنا وعط یوں ختم کرتا ہے۔

''پس جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا اور ان پر عمل کرتا ہے وہ اس عقل مند آدمی کی مانند ٹھہرے گا جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا۔''

فیصلہ کُن بات یہ ہے کہ پہلے ہم اس کی بات سُنیں، اسے قبول کریں او رپھر اس کے مطابق عمل کریں۔

اکثر ہمارے کان تقریباً بہرے ہوتے ہیں پس ہم کچھ وعظ، کچھ پیغام اور کچھ قیمتی باتیں نہیں سن پاتے۔لیکن خُدا چاہتا ہے کہ اس کی باتیں ہمارے دِلوں کو محرک کریں اور ہم اپنے کاموں کے ذریعہ پھل لائیں۔عقل مند آدمی کا شمار آج کل اور آئندہ کے لئے ہے۔ اس لئے وہ اپنا گھر چٹان پر بناتا ہے۔ جو نہ تو گرتا ہے اور نہ نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔ یہ چٹان یسُوع مسیح ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسی لئے وہ الفا اور اومیگا اور اِبتدا اور اِنتہا ہے۔

جب تک طوفان نہیں آتا نہ خود اِنکاری ہوتی ہے نہ ہی مایوسی۔عقل مند اور بے وقوف میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ دونوں ہی گھر محفوظ دِکھائی دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے لیکن جب طوفان آتا ہے تو مصیبت، مخالفت، مختلف عقیدے، بیماریاں، گمراہ کُن دوستی ہمارے اِیمانی گھر سے ٹکراتی ہے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔لیکن جب دِل بحفاظت اِیمان میں لنگر انداز ہوتا ہے اور چٹان پر کھڑا ہوتا ہے تو اس گھر کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے لوگ بدی کی آزمائشوں، پھندوں اور جالوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انہیں چٹان (مسیح) کے بجائے (ریت) دُنیا پسند تھی۔ حتیٰ کہ ہمیں بھی نئے اِنتخابی فیصلوں کا سامنا ہوتا ہے۔ چٹان یا ریت، مسیح یا دُنیا۔ الٰہی حِکمت یا دُنیاوی حِکمت اور وہ مشہورِ زمانہ درمیانی راستہ جسے ہم بڑے شوق سے اپنا لیتے ہیں، وہ یہاں دستیاب نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں یقینی طور پر اِیمان رکھنا ہے۔ کامل اعتقاد کہ خُدا اپنی حِکمت (معرفت) سے ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ خود کو پوری طرح سے اس کے سپرد کرنا ہے اور تابع فرمانی سے اس کے کلام پر چلنا ہے (عمل کرنا ہے)۔ خُدا کرے یہ شعور، حقیقی رضامندی اور درکار جرأت میں اس سال نتائج کے حصول کی خاطر اضافہ ہو جائے۔ اسی صورت میں خُدا ہمیں بہت اہم بصیرت عطا فرمائے گا جو خُدا کے لئے رُوحوں کو جیتنا ممکن بناتی ہے۔

متی 21:6 آیت:

’’کیونکہ جہاں تیرا مال ہے وہیں تیرا دِل بھی لگا رہے گا۔‘‘

اپاسٹل ایچ جے ڈین ہین

نیدرلینڈ